آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے- از جناب قاری حنیف ڈار صاحب حفظ اللہ

محترم رعایت اللہ فاروقی صاحب کی معروضات کے جواب میں گزارش ھے کہ میں نے 6 جون 1986 سے مسجد مرکز پاکستان ابوظہبی میں امامت اور خطابت کا آغاز کیا، جو الحمد للہ بفضلہ تعالی آج 30 جنوری 2016 تک جاری ھے ، میرا تعارف فیس بک نہیں ھے یہ بہت ھی بعد کی پیداوار ھے مجرد تین سال کا عرصہ ھوا کسی کے زبردستی دھکا دینے کی وجہ سے میں اس تالاب میں کودا ،، اس سے قبل میرے خطبات کی آڈیوز پورے بر صغیر پاک و ھند اور بنگلہ دیش میں پھیل چکی تھیں ، ھندوستان کی ویگنوں میں میرے آڈیو کیسیٹ چلتے تھے تو دبئ کی ھر دوسری ٹیکسی مین میرے کیسٹس موجود تھے، پرائیویٹ گاڑیوں میں بھی سنے جاتے تھے ،گھروں میں بھی سنے جاتے تھے ،جاپان ، برطانیہ ،کنیڈا آرڈر پر منگوائے جاتے تھے ، جبکہ ایک ایک دن میں 2600 سے زیادہ کیسٹس کے آرڈرز آتے تھے دو مرکز ڈیمانڈ کو پورا نہیں کر پاتے تھے جس میں تین تین آدمی اس کام پر متعین تھے پیکٹ نہیں صندوق بھر کر میری کیسیٹیں لوگ چھٹیوں پر لے کر گھر جاتے تھے کئ دفعہ مجھے ائیرپورٹ پر تصدیق کے لئے طلب کیا گیا کہ یہ آپ کے کیسیٹس ھیں کیونکہ پورے صندوق میں میری کیسٹس بھری ھوتی تھیں جس پر کسٹم والوں کو شک پڑتا تھا کہ بغیر لائسنس کچھ لوگ ایکسپورٹ کا کاروبار کرتے ھیں ،الغرض ان باتوں سے مقصود یہ بیان کرنا ھے کہ میں جو لکھتا ھوں اپنی شہرت کو برباد کرنے ، اس کو داؤ پر لگانے اور اپنی پچھلی 32 سالہ محنت کی بربادی کے رسک کی قیمت پر لکھتا ھوں ، نہ کہ مشہور ھونے کے لئے لکھتا ھوں، مشہور ھونے کے لئے انسان عوام الناس کے مروجہ عقائد کو ھی تڑکا لگاتا ھے نہ کہ اوپری بات کر کے ان کا تراہ نکالتا ھے ،

بعض دوستوں کو یہ گلہ ھوتا ھے کہ قاری حنیف بات کو مانتا نہیں بلکہ اپنی بات پر ڈٹ جاتا ھے چاھے جو مرضی ھے دلیل دو ، جبکہ حقیقت یہ ھے کہ قاری حنیف الحمد للہ ھر قسم کے مسلکی ، فقہی اور ذاتی تعصب سے پاک قرآن و سنت کا ادنی غلام ھے ، جب کوئی دلیل قرآن و سنت سے میرے سامنے آ جاتی ھے تو میں ایک لمحہ بھی اپنی رائے تبدیل کرنے میں نہیں لگاتا ،یو ٹیوب پر میرے خطبے ھر موضوع پر موجود ھین جن میں ، میں نے وھی سب کچھ کہا ھوا ھے جو اسلاف کہتے چلے آئے ھیں اور جن کا مربہ مدارس میں ڈالا جا رہا ھے اور جو کچھ ھم اپنے علماء سے سنتے چلے آئے تھے ،اس میں جمع قرآن کی روایات اور قصے، عیسی علیہ السلام ،کی واپسی ، دجال کے خروج ، امام مھدی کے ظھور سمیت سب مصالحہ موجود ھے ، احادیث کی وہ تمام روایتیں جن پر آج مجھے اعتراض ھے اور جن کے خلاف میں لکھتا ھوں وہ سب خود میرے اپنے بیانات

میں موجود ھے ،، مگر جب حق میرے سامنے واضح ہوا تو الحمد للہ میں نے اس کو قبول کیا اور اپنی ذات میں دوغلا پن نہیں رکھا کہ میں عوام پہ تو وھی مشق جاری رکھوں جس کو بیان کرتے مجھے 32 سال ھو گئے ،، البتہ اپنے ذاتی عقائد تبدیل کر لوں ،میں ملامت کا سامنا تو کر لیتا ھوں مگر فتوی وھی دیتا ھوں جس پر خود عامل ھوتا ھوں ، جو عقیدہ میرا ھوتا ھے اسی کو زور و شور سے بیان کرتا ھوں تا کہ کل میدانِ حشر میں کوئی یہ نہ کہہ دے کہ مولا یہ شخص خود کس رستے پر تھا جبکہ ھمیں کسی اور رستے پر چلاتا رھا ،، ایسا بندہ شہرت کا نہیں ملامت کا نشانہ رھتا ھے ، جیسا کہ میرے ساتھ ھو رھا ھے ،، دوسری بات جناب کو شاید دیگر لوگوں کی طرح یہ غلط فہمی لاحق ھے کہ جناب جاوید احمد غامدی صاحب کے اتباع میں یہ قلب ماہیت ھوئی ھے ،، ایسا بھی نہیں ھے ، غامدی صاحب کے ساتھ آج تک کی ملاقاتوں میں علمی گفتگو ٹوٹل ملا کر آدھا گھنٹہ بھی شاید نہیں ھوئی ھو گی ،، میری معلومات کا اصلی ذریعہ عالم عرب اور عربی لٹریچر ھے جہاں الحاد کا ایک طوفان کھڑا ھو چکا ھے اور یہ گھٹا وھیں سے اٹھی ھے جہاں سے دین اسلام نے جزیرۃ العرب سے باھر کا منہ دیکھا تھا ،، آپ حضرات بڑے خوش قسمت ھیں کہ کچھ جانتے نہیں ھیں ، اس لئے کہا جاتا ھے کہ اگنورینس از بلیسنگ ، نہ معلوم ھونا بھی خوش قسمتی ھے ،، میری تو نیند اڑ چکی ھے ،عرب نوجوان جس کی مادری زبان عربی ھے وہ باغی اور ملحد ھو چکا ، زیادہ نہیں بس 8 یا 10 سال کے اندر آپ اس کو موسلا دھار بارش کی طرح برستا دیکھیں گے ،، عرض کرتا رھتا ھوں کہ عام عرب نہیں وہ اساتذہ جن کی زندگیاں پڑھتے پڑھاتے گزر گئ ھیں ،جو ایک کرتے میں جامعہ ازھر میں بٹھائے گئے تھے اور جن کر پڑھاتے ھوئے 18 سال ھو گئے ھیں وھی صحاح ستہ کو الحاد کی فیکٹریاں کہتے ھیں ،، مصر ، شام اور لبنان ،مراکو اور دیگر عرب ممالک میں ٹی وی چینلز پر گھنٹوں بحث مباحثے اور مناظرے ھوتے ھیں جن کا موضوع یہی احادیث اور روایات ھیں ، عالم عرب کے عیسائی ھمارے یہاں کی طرح چوھڑے اور چمار نہیں ، بڑے بڑے وکیل ،ڈاکٹر ، انجینئرز ،بزنیس مین اور حکومتوں کے وزیر اور بیوروکریسی کا فعال پرزہ ھیں جن کے ذاتی عیسائی تبلیغی چینلز ھیں جو ان مناظروں کو لائیو اور روزانہ کی بنیاد پر کراتے ھیں جن میں ان روایات پر اعتراض کرنے والے بھی ازھری لباس میں آتے ھیں اور دفاع کرنے والے بھی شیوخ الجامعات ازھری لباس میں بیٹھے ھوتے ھیں ،، میرا سار مواد انہی عربوں کی میراث ھے میں نے تو غامدی صاحب کی کتابوں کا ڈیڑھ صفحہ تک نہیں پڑھا ، وہ بے چارے میرے ساتھ خواہ مخواہ رگڑے جا رھے ھیں ، میں تو تعجب سے اس بندے کو دیکھنے گیا تھا کہ جس کی عقل کو اللہ نے اس خطے میں جلا بخشی ھے کہ جہاں علم کی چلتی پھرتی لاشیں پائی جاتی ھین ، عیسی علیہ السلام کی واپسی ، دجال کا خروج اور ظہورِ مھدی، 6 سال کی بچی سے نبئ کریم

ﷺ کی شادی ،وفات سے بس چند ھفتے پہلے نبئ کریم ﷺ کی دو عجیب و غریب شادیاں کرانا کہ جس میں ایک دلہن نے نبئ کریم ﷺ کو معاذ اللہ گرا پڑا آدمی " سوقہ "کہہ دیا ، آپ یہ صدمہ برداشت کر کے اس کو جوڑا دے کر خیمے سے باھر نکلے تو دوسرا بندہ کھڑا تھا جس نے کہا کہ آپ غم نہ کریں اس سے اچھا مال میرے پاس ھے ، اس سے بڑھ کر حسین اور صاحب، نسب عورت کا پتہ میں دیتا ھوں ، آپ ﷺ نے پوچھا کون ھے ؟ اس نے کہا کہ میری بہن ھے ،آپ ﷺ نے گلی میں کھڑے کھڑے کہہ دیا کہ " میں اس سے نکاح کرتا ھوں " وہ بندہ اپنی بہن کو لینے یمن چلا گیا ، اس دوران پیچھے نبئ کریم ﷺ کا وصال ھو گیا اور وہ دونوں بہن بھائی رستے میں ھی مرتد ھو گئے عورت کا نام " قیلہ " تھا ،، آج ملحد جب سوال کرتے ھیں کہ وہ کونسی ام المومنین تھی جو مرتد ھو گئ تھی تو مسلمان تلملاتے اور گالیاں دے کر بھاگتے ھیں حالانکہ یہ بخاری کی روایت ھے ،، وہ نبیﷺ جس نے 25 سال ایک ایسی عورت کے ساتھ گزار دیئے جو آپ سے عمر مین بڑی اور دو مردوں سے بیوہ تھی،جن سے بچے بھی تھے ، وہ نبی ﷺ 9 بیویاں رکھ کر نئ شادی کے لئے اتنے بیتاب ھیں کہ کھیتوں کھلیانوں اور گلیوں مین کھڑے ھو کر یوں نکاح کریں گے ؟ دوسروں کو یہ فرمانے والے کہ " تیرے ھاتھ خاک آلود ھوں دین والی سے شادی کرنا ،مال اور شکل پر مت جانا ،، وہ نبی ﷺ خود ایک عورت کے جمال کا ذکر سنتے ھی بیتاب ھو کر کہتے ھیں کہ " ارسل الیہا " اس کو منگوا لو ؟ اور وہ منگوا کر باغ میں ٹھہرائی جاتی ھے ؟ پھر وہ جو حشر کرتی ھے رسول اللہ ﷺ کا دل کانپ جاتا ھے ،، کیا یہی امیج ھے ھمارا اپنے نبی ﷺ کے بارے میں کہ جس کو آپ کی بیان کردہ فہرست کو دیکھ کر سچ مان لیا جائے ؟ ان سب باتوں پر کھلے عام مناظرے کے لنکس میں نے مختلف علماء کو بھیجے ، جواب یہی آیا کہ ھمیں اس موضوع پر کچھ نہیں کہنا کیونکہ یہ کوئی ایمان کا مسئلہ تو ھے نہیں کہ جس کو ماننا یا نہ ماننا ضروری ھو ، نہ ماننے والا بھی ویسا ھی ھے جیسا کہ ماننے والا ،مگر یہ جواب شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ دینے والی بات ھے ،، جب ملحد سوال اٹھاتے ھیں تو ھمارے عام نوجوان پر بم گرتا ھے ، وہ آج تک جو کچھ نبئ کریم ﷺ کے بارے میں سنتا آیا ھے وہ کچھ اور ھے ، وہ نبئ ﷺ جن کی ساری زندگی کی قسمیں رب کھاتا ھے چاھے وہ نبوت سے پہلے کی ھو یا بعد کی ،، جب ان کے بارے میں وہ ایسی بات سنتا ھے تو فوراً جھوٹ سمجھتا ھے اور پہلے دستیاب عالم سے اس کی تصدیق چاھتا ھے ، اس نوجوان کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بیٹا یہ کوئی دین ایمان کا مسئلہ نہیں ھے ،، یہ اس کے لئے ایمان کا ھی مسئلہ ھے ، جس نبی ﷺ کے کسی عمل کے بارے میں اس کے دل میں کراھت پیدا ھو گئ ھے اس نبی پر اس کا ایمان رھا کب ھے ؟ نبی سے کراھت اور نبی پر ایمان ایک دل میں کیسے رہ سکتے ھیں ؟ اس لئے کہتا ھوں کہ آپ کا اور میرا حلقہ الگ الگ ھے ،میرا آڈیئنس (Audience) میرا قاری کسی اور قسم کا

ھے ، میں اس کے لئے لکھتا ھوں ، میں اس نوجوان کو کہتا ھوں کہ روایت کو چھوڑ دو نبی ﷺ کو مت چھوڑو ،میں اسپتال میں بیٹھا ھوں ، آپ لوگ ھوٹل میں بیٹھے ھیں ، آپ ایزی اور گپ شپ والی دنیا میں ھیں اور قاری حنیف تتے توے پر کھڑا ھے ، آپ مجھ سے اپنے جیسے رویئے کی توقع کیسے کر سکتے ھیں ؟؟

،، اب میں آتا ھوں تفصیلی اور علمی جواب کی طرف جس کے لئے مجھے کچھ قسطیں درکار ھونگی

جاری ھے

آج کچھ درد میرے دل میں سوا ھوتا ھے ،، پارٹ - 2

آگے بڑھنے سے پہلے عرض کر دوں کہ یہ موقع مناسب ھے کہ ایک تفصیلی اور علمی تحریر ھو جائے ، فاروقی صاحب کا شکریہ کہ پچھلے دو ماہ سے بیماری کا شکار بندے کو کہ جس کا 18 پونڈ وزن گر چکا ھے اور جو ھنوز بیماری کے گرداب میں پھنسا ھوا تھا ، اچانک قُم باذن اللہ کہہ کر کھڑا کر دیا ، اس تحریر میں جناب فاروقی صاحب کا اجر محفوظ رھے گا ان شاء اللہ ،،، رھی بات جناب شیخ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کی تو میں نے ان کی سلسلۃ اللاحادیث الضعیفہ والموضوعہ مکے میں حج کے دوران خریدی تھی اور پھر وھیں اس کا مطالعہ شروع کیا تھا ،، اس کے مطالعے سے جو رد عمل ھوا اس میں میرے شاک کا یہ عالم تھا کہ مجھے مسلسل تین دن بخار رھا، واپسی کے سفر میں بھی نیم بیہوشی طاری رھی اور امارات آ کر بھی اگلا ھفتہ بے جان سا ھی گزرا ،، ھم خطیب جتنی حدیثیں تڑکے کے لئے استعمال کرتے ھیں آنجناب نے وہ ساری کی ساری ضعیف اور موضوع قرار دے دی تھیں ، احادیث کے بارے میں غور و فکر کی یہ پہلی ڈوز تھی ،، البانی صاحب کو عرب خطباء نے کبھی دل سے قبول نہیں کیا جنہوں نے ان کی زندگی بھر کی متاع اور ھنر چھین لیا تھا ، ان کے خلاف الماریوں کے حساب سے لٹریچر لکھا گیا ، اور جواباً شیخ البانی رحمہ اللہ کے لہجے میں بھی میرے والی تلخی اترتی چلی گئ ،، میں نے ان کے خلاف لکھا گیا عربی لٹریچر بھی پڑھا ھے اور شیخ کے جوابات سے بھی استفادہ کیا ھے ، دلیل میں شیخ کا ثانی کوئی نہیں تھا مگر ان کے دلائل کے سامنے عرب ائمہ و خطباء چکنے گھڑے ثابت ھو رھے تھے ،، شیخ البانی چہرے کے پردے کی فرضیت کے قائل نہیں تھے ، جو کرتا ھے اچھا ھے مگر جو نہیں کرتا وہ کوئی گناہ نہیں کرتا ،، جو آیتیں اس سلسلے میں پیش کی جاتی ھیں وہ مخصوص موقعے کے لئے ایک وقتی دفع المضرہ کے طور پر تھیں ،، کوئی مستقل حکم نہیں تھیں ،، شیخ کا یہ موقف بہت پرانا تھا ،، سید مودودی رحمہ اللہ نے کتاب پردہ لکھی تو اس پر تقریظ کے لئے شیخ البانی کو مسودہ بھیجا گیا ،جنہوں نے تقریظ کیا لکھنی تھی مولانا کی کتاب کا رد لکھ کر ساتھ لگا دیا ، اور پردہ کتاب میں درج احادیث کی تخریج کر کے ثابت کیا کہ یہ تمام احادیث ضعیف ھیں ،نیز آیات کی تاویل مولانا نے غلط اور متعصب ھو کر کی ھے ،، مولانا مودودی اس پر بہت جز بز ھوئے اور شیخ البانی کی تحریر ھٹا کر کتاب شائع کی ،، مگر سلسلۃ الضعیفہ والموضوعہ کے بعد علماء نے ان کو بدنام کرنے کے لئے اسی موضوع کو چنا ، اور کتاب اور جوابی کتاب کا سلسلہ شروع ھو گیا ،، پاکستان میں لوگ عموماً اس کو غامدی صاحب سے منسوب کرتے ھیں ،، پاکستانی اھل حدیث بھی شیخ البانی کے پردے کے موقف سے خوش نہیں ،، خیر عرض یہ کرنا تھا کہ

ایتھے پیار والیاں تے ھویاں انھونیاں

رل گیاں سسیاں تے ڈُب گیاں سوہنیاں

جس نے بھی تحقیق کی مردود و معتوب ھی گردانا گیا ،، ھم البانی ھوتے اور ابِ زمزم سے حروف لکھا کرتے تب بھی بدنام ھی ھوتے ،،،

،، اب آئیے اس سلسلہ دین کی طرف جس کو فاروقی صاحب نے نبئ کریم ﷺ سے چلایا ھے

دین نبئ کریم ﷺ کی زندگی میں ھی مکمل ھو گیا تھا ، قرآن کتابی شکل میں مرتب ھو کر مسجد نبوی میں رکھ دیا گیا تھا ، جہاں سے لوگ اس کو نقل کر کے لے جایا کرتے تھے

مکے سے ھجرت کرنے کے بعد نبئ کریم ﷺ نے وہ مصحف جس کو ایک صندوقچے میں رکھا گیا تھا مسجد نبوی میں ایک ستون کے پاس رکھوا دیا اور انصار سے کہا کہ وہ مکے میں نازل شدہ 86 سورتوں کو اس میں سے نقل کر لیں ، وھاں سے نقل کرنے والوں میں زید ابن ثابت بھی تھے جو خود بیان کرتے ھیں کہ "کنا عند رسول اللہ ﷺ نؤلف القرآن میں الرقاع،، (المستدرک، الاتقان) ھم یعنی انصار رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر ورقوں سے قرآن تحریر کیا کرتے تھے ،، اس ستون کو استوانۃ المصحف کہا جاتا تھا ، قرآن کی تکمیل کے بعد اور مرد و زن کے اس کو نوٹ کر لینے کے بعد جیسا کہ ام ورقہ بنت عبداللہ ابن الحارث شہیدہ رضی اللہ عنہا نے بھی پورا قرآن نقل کر لیا تھا (سنن الکبری بیہیقی)

آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں ھی اللہ کے حکم سے اس قرآن کو حضرت حفصہؓ کے حجرے میں منتقل کر دیا تھا اور خود اس ستون کو اپنی نفل نماز کے لئے مختص کر لیا تھا ،،ظاھر ھے یہ قرآن کی برکت کی وجہ سے اس جگہ کی فضیلت کا مظہر تھا ، اسی لئے فقہاء شارحین حدیث نے مسجد میں جگہ مخصوص کرنے کی ممانعت والی حدیث کے خلاف خود نبئ کریم ﷺ کا یہ عمل پیش کر کے استدلال کیا ھے کہ یہ ممانعت کسی فضیلت والی جگہ پر لاگو نہیں ھوتی عام مسجد میں ھوتی ھے ،، ((لا بأس بادامۃ الصلوۃ فی موضع واحد اذا کان فیہ فضل))

اس صندوق کے اٹھا لئے جانے کے بعد مھاجرین اسی جگہ بیٹھ کر دورہ قرآن کیا کرتے تھے چنانچہ وہ ستون استوانۃ المھاجرین کے نام سے مشہور ھو گیا ،، پہلی بات یہ کہ قرآن کی مکمل کتابت بطور کتاب نبئ کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ھو کر قرآن

محفوظ ھو کر حجرہ حفصہؓ میں منتقل کر دیا گیا تھا ، اللہ کے علم میں تھا کہ حضرت عائشہؓ بعد میں سیاسی معاملات میں الجھ کر اپنے حجرے سے کافی عرصہ دور رھیں گی لہذا نبئ کریم ﷺ نے اللہ کے اشارے پر ھی اسے اس حجرے میں محفوظ فرمایا تھا کہ جہاں اسے ھر وقت محافظ میسر رھے ، جو حضرت حفصہؓ، حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور پھر عاصم کی صورت میں اسے نگران میسر رھے ،،، اس لئے کتابتِ قرآن پھر اس میں صحابہؓ کے اپنی من پسند آیات اپنی مرضی والی جگہوں پر نوٹ ،، کروانے کے سارے واقعات اکاذیب کے سوا کچھ نہیں چاھے وہ آسمان پر بھی لکھے ھوں

اس کے بعد سنت کی بات کرتے ھیں ،، یعنی اللہ کے احکامات کو نبئ کریم ﷺ کا عملی صورت میں ادا کرنا ،، ظاھر ھے یہ عمل ھے اور سنت عمل کو ھی کہتے ھیں اور سنت کچھ لوگوں میں رائج ھو کر ھی سنت کہلاتی ھے کہیں لکھی ھوئی چیز سنت نہیں ھوتی ،، نبئ کریم ﷺ کو دیکھنے والے صحابہؓ کے عقل و شعور اور سن و عمر نیز زمانہ ایمان میں بہت تفاوت تھا ،جس نے نبئ کریم ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھا وہ صحابی قرار پایا ،جس طرح ھم میں سے ھر پیدا ھونے والا کان میں اذان دیئے جانے سے پہلے ھی پاکستانی ھو جاتا ھے ، سارے پاکستانیوں کا ووٹ برابر ھے مگر درجات اور ذمہ داریوں میں زمین آسمان کا فرق ھے مجرد پاکستانی ھونے کی مساوات کے نام پر سب کی نہ تو رائے ایک جیسی ھو سکتی ھے ، نہ عقل و فہم برابر ھو سکتا ھے اور نہ ذمہ داریاں ،، چیف جسٹس ، صدر مملکت اور آرمی چیف میرے ساتھ پاکستانیت میں برابر ،،، ھیں مگر ذمہ داریوں اور ھمہ جہتی سوچ و فھم میں مجھ سے بدرجہا بلند ھیں

سب سے پہلی زیادتی یہ ھوئی کہ الصحابہ کلھم عدول کے نام پر الجبرے کے ایکس کی قیمت فرض کی گئ اور پھر ابوھریرۃؓ کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فوقیت دے دی گئ اس لئے کہ ھمارے اسلاف کی علمی ضرورت کو سب سے زیادہ مال ان کی جانب سے سپلائی ھوا ،، جبکہ الصحابہ کلھم عدول نہ تو اللہ نے کہا اور نہ نبئ کریم ﷺ نے کہا اور نہ ھی خلفاء راشدین نے ایسا سمجھا ، حضرت ابوھریرۃ کو حضرت عمرؓ نے کیوں منع کیا ؟ کیوں دھمکی دی کہ مدینہ بدر کر کے تمہیں قبیلہ دوس میں پھکنوا دونگا اگر مجمع لگانے سے باز نہ آئے ؟ حضرت موسی الاشعریؓ قدیم صحابی اور ماھر قرآن ھیں ،، اذن والی حدیث بیان کرنے پر کیوں عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اس حدیث کا دوسرا گواہ ڈھونڈ کر لاؤ ورنہ ایسی مار ماروں گا جس کا درد تم محسوس کرو گے (لاوجعنک) ؟؟ پھر خود خدا نے کس کے بارے میں کہا تھا کہ " ان جاءکم فاسق بنباءٍ فتبینوا "کیا وہ صحابیؓ نہیں تھے ؟ اور کیا انہوں نے خود رسولِ خدا سے جھوٹ کہہ کر جنگ چھڑوانے کی کوشش نہیں کی تھی ؟ محدثین کا خود ساختہ اصول

ھے یہ ،کاش صحابہ پر عمر فاروقؓ کی لگائی گئ پابندی کہ جو حدیث بیان کرے گا دوسرا گواہ پیش کرے گا ، قائم رکھی جاتی تو شاید وہ کچھ ھمیں روایتوں میں نہ ملتا جس پر آج کا نوجوان مضطرب اور عالم لاجواب مگر بضد ھے - حیقی طور پر صحابہؓ کے چودہ طبقات میں خلفاء راشدین پہلے طبقے میں اور ابوھریرۃؓ چودھویں طبقے میں ھیں،، اگر حدیث دین ھے تو دین کا 98 فیصد بوجھ حضرت ابوھریرۃؓ کے کندھوں پر ھے ،،،، اس سے بھی عجیب بات یہ ھے کہ نبئ کریم ﷺ کے ساتھ 17 مہینے گزارنے پر حضرت ابوھریرۃؓ کی علمی پیاس نہیں بجھی اور آپؓ نے یہودی عالم کعب احبار کی شاگردی اختیار کر لی جس نے مسلمان ھو کر اسلام کے ساتھ وھی سلوک کیا جو سینٹ پال نے عیسائیت کے ساتھ کیا تھا - ابوھریرۃؓ کے ذریعے اس نے اسرائیلیات کا وافر ذخیرہ اسلامی لٹریچر میں شامل کرا دیا ھے ، حضرت ابوھریرۃ وہ واحد صحابیؓ ھیں جو صحابی ھو کر ایک تابعی کے شاگرد ھیں اور وہ تابعی کعب احبار صحابی سے روایت نہیں کرتا بلکہ صحابی تابعی سے روایت کرتا ھے یعنی الٹے بانس بریلی کو ،، حضرت ابوھریرۃؓ نے کعب احبار سے تورات پڑھی اور کعب نے گواھی دی کہ غیر یہود میں ابوھریرۃ سے بڑھ کر تورات کا عالم کوئی نہیں ، ھوتا یہ تھا کہ حضرت ابوھریرۃؓ روایت یا قصہ کعب احبار کا سناتے مگر لوگ ان کو صحابیؓ سمجھ کر اسے حدیثِ رسول سمجھ کر نقل کر لیتے ،جبکہ وہ اسرائیلیات کا قصہ ھوتا ، اس کا ثبوت آپ کو شیخ بن باز کے فتوے میں مل جائے گا جس میں مسلم شریف کی حدیث کا رد کیا گیا ھے جو اصلا ایک اسرائیلی کہانی ھے جسے حدیث سمجھ کر مسلم ،، نے روایت کیا ھے

ومما أُخذ على مسلم رحمه الله رواية حديث أبي هريرة: أن الله خلق التربة يوم السبت، الحديث. والصواب أن بعض رواته وهم)) برفعه للنبي صلى الله عليه وسلم وإنما هو من رواية أبي هريرة رضي الله عنه عن كعب الأحبار؛ لأن الآيات القرآنية والأحاديث القرآنية الصحيحة كلها قد دلت على أن الله سبحانه قد خلق السماوات والأرض وما بينهما في ستة أيام أولها يوم الأحد وآخرها يوم الجمعة؛ وبذلك علم أهل العلم غلط من روى عن النبي صلى الله عليه وسلم أن الله خلق التربة يوم السبت، وغلط كعب الأحبار .ومن قال بقوله في ذلك، وإنما ذلك من الإسرائيليات الباطلة. والله ولي التوفيق

الشيخ عبد العزيز بن باز رحمه الله

((مجموع فتاوى ومقالات متنوعة المجلد الخامس والعشرون

نبی ﷺ کی سنت کے سب سے بڑے محافظ اور اس کے ناقل اور زبانی نہیں سنت کو سنت سے منتقل کرنے والے ، عمل کو

عمل سے نقل کرنے والے خلفاء راشدین ھیں اور وھی سنت ھے اور حکم بھی کتاب و سنت کو داڑھوں سے پکڑنے کا ھے ،حدیث کی کتابت پر خود نبئ کریم ﷺ نے بھی پابندی لگوائی اور جب پابندی ھٹائی تب بھی کچھ لوگوں کو کتابت کی اجازت دی ،، پھر ابوبکرؓ و عمرؓ نے بھی پابندی لگائی بلکہ ایک ماہ استخارے کے بعد حضرت عمر نے فجر کی نماز میں اعلان کیا کہ میں نے ایک ماہ استخارہ کیا ھے مگر میرا دل حدیث کی کتابت کی اجازت دینے پر آمادہ نہیں ھوا ،،ظاھر ھے سنت پر کوئی پابندی نہیں تھا ، وہ صاحب بصیرت خلیفہ راشد دیکھ رھا تھا کہ تھوک کے حساب سے حدیثوں کا مختلف لوگوں کے ھاتھ لگ جانا خود سنت کی راہ میں روڑے اٹکائے گا اور لوگ روز مرہ کی آبزرویشنز کو حکم سمجھ لیں گے یوں سنت اور حدیث کا ٹکراؤ ھو کر رھے گا ،، اور وہ ھو کر رھا ،، آپ دیکھتے ھیں کہ ججز سماعت کے دوران روز ریمارکس دیتے ھیں جن کو آبزرویشن کہتے ھیں ،یہ ریمارکس بریکنگ نیوز بھی بنتے ھیں اور اخبارات کی سرخیاں بھی بنتے ھیں اور تاریخ کے ریکارڈ کا حصہ بھی بن جاتے ھیں مگر فیصلہ جب آتا ھے تو وہ اکثر و بیشتر آبزرویشنز کے خلاف ھوتا ھے ،، اب فیصلہ ھو جانے کے بعد اگر کسی آدمی کو کسی اخبار یا ٹی وی چینل میں ریکارڈ چیک کرنے پر بٹھا دیا جائے تو جونہی اس کے ھاتھ کوئی آبزرویشن لگے گی وہ لوگوں کو وہ حدیثِ جج صاحب دکھا کر جج صاحب کی سنت یعنی فیصلے پر سوالیہ نشان لگانا شروع کر دے تو کیسا رھے گا ؟؟ یہی کچھ حدیثوں کے انبار نے سنتِ رسول ﷺ کے ساتھ کیا ھے ،عبادات تمام کی تمام چالو اور رائج صورت میں منتقل ھوئی ھیں ان کے لئے کسی حدیث کی ضرورت نہیں تھی ، نہ ھی نماز روزہ کہیں گم ھوا تھا کہ اسے اونٹ پر سفر کر کے صحراؤں میں ڈھونڈا جاتا ،، وہ مسجد نبوی میں دن میں پانچ بار پڑھی جاتی تھی ، ھر سال رمضان آتا تھا ، ھر سال اعتکاف ھوتا تھا ، ھر سال حج ھوتا تھا ،،،، لوگ ساری عبادات سنت طریقے سے کر رھے تھے ،، صحابہ میں نماز کے اختلاف کی کوئی روایت نہیں سب ایک جیسی نماز پڑھا کرتے تھے ، دین مکمل تھا ،لوگ دین پر مر رھے تھے دین کے ضابطوں کے مطابق دفن ھو رھے تھے حالانکہ حدیث کی کوئی کتاب مرتب نہیں ھوئی تھی ،،،،

ایک دفعہ کا ذکر ھے کہ نہ امام مالکؒ ھوتے تھے اور نہ امام ابو حنیفہؒ ،نہ امام شافعی ھوتے تھے اور نہ امام احمد نہ امام بخاری ھوتے تھے اور نہ امام مسلم ، نہ امام نسائی ھوتے تھے اور نہ امام ترمذی ،، نہ ابن ماجہ ھوتے تھے اور نہ ابوداؤد ،نہ ابن شھاب زھری تھے اور نہ اعمش اور نہ ان سب پر ایمان لانا جزوِ ایمانیات تھا ،، لوگ ان پر ایمان لائے بغیر مر رھے تھے ،،

! اور دین تب بھی مکمل تھا

ھے ناں تعجب کی بات ؟

بھلا لوگ نمازیں کیسے پڑھتے ہونگے ؟ اس وقت کے لوگ ھاتھ کہاں باندھتے ھوں گے ؟ یا باندھتے ھی نہیں ھونگے کہ کوئی آئے اور طے کرے کہ وہ ھاتھ کہاں باندھیں !

لوگوں کے یہاں شادیاں بیاہ اور موت و جنازے بھی ھو رہے تھے ! پتہ نہیں یہ سب کچھ لوگ بغیر کسی امام کا ریفرینس دیئے بغیر کیسے کر لیتے ھوں گے !

کپڑے اس وقت بھی پلید ھوتے تھے اور لوگ بھی پلید ھو جاتے ھونگے کیونکہ اس وقت کے لوگوں کو بھی جنابت تو لاحق ھوتی ھو گی ! اب کس فقہ کے ریفرینس سے پاک ھوتے ھوں گے یہ بھی ایک قابلِ تحقیق مسئلہ ھے !

سب سے بڑا ون ملین ڈالرز سوال یہ ھے کہ اماموں اور صحاح ستہ کے بغیر دین کو جس نے مکمل کہا ھو گا اس پہ فتوی کیا لگا ھو گا ؟

!! کیونکہ فتوے کے لئے بھی تو کوئی مثل موجود ھونی چاھئے ! مثلاً وھابی، پرویزی،نیچری ، غامدی، مودودی وغیرہ وغیرہ

نیز جب لوگ کتاب و سنت کہتے ھوں گے تو " سنت " سے ان کا دھیان کس کتاب کی طرف جاتا ھو گا ؟ کیونکہ آج کل تو دھیان صحاح ستہ کی طرف جاتا ھے ،، کیا سنت بھی کوئی کتاب تھی یا قرآن کے احکامات پر عملی طور پر چلنے کو سنت کہتے تھے ؟ تھیوری تو کتاب میں لکھی ھوئی ھوتی ھے -- پریکٹیکل کس کتاب میں لکھا ھوتا ھے ؟ کیا وہ کر کے اور کرا کے دیکھنے کا نام نہیں ھے ؟ (Learning By Doing)سکھانے

،،،،،،،،، جاری ھے

آج کچھ درد میرے دل میں سوا ھوتا ھے ،،- پارٹ -3

سنت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ھوتا ھے کہ یہ عمل ھوتا ھے لہذا کبھی کمزور نہیں ھوتا ، کبھی کسی نے قوی سنت یا ضعیف سنت یا موضوع سنت یا حسن سنت یا غریب سنت نہیں کہا نہ ھی لکھا ،، جبکہ قول اگر صحیح ھوتا ھے تو ضعیف بھی ھوتا ھے ، اور غریب بھی ھوتا ھے اور موضوع و حسن بھی ھوتا ھے ، اس کی وجہ یہ ھے کہ قول جھوٹا بھی ھوتا ھے اور سچا بھی ھوتا ھے مشکوک بھی ھوتا ھے ، ایک زانی بھی جب غسل کرتا ھے تو سنت کے مطابق کرتا ھے ، ایک چور بھی جو جوتی اٹھا کر لے جاتا ھے اپنی مسجد میں پڑھی گئ نماز سنت کے مطابق ھی ادا کرتا ھے جو وہ اپنے ابا کو اور اس کا ابا اپنے ابا کو اور،،،،، پھر ابن مسعودؓ کو اور ابنِ مسعودؓ نبئ کریم کو دیکھ کر پڑھتے چلے آ رھے ھیں ، میرے نزدیک صحیح سے صحیح حدیث بھی ابی حنیفہؒ کے بیان کردہ اثر کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ عمل ھے ،، جو عمل اور تسلسل سے جاری چلا آ رھا ھے ، تب سے جب صحاح ستہ کا کہیں وجود نہیں تھا اور نہ ان کے مصنفین پیدا ھوئے تھے ،،، ایک چور کی گواھی کو رد کیا جا سکتا ھے جس سے اس کی بیان کردہ حدیث تو رد و ضعیف ھو جائے گی مگر اس کی پڑھی گئ نماز کے رد ھونے کا فتوی کوئی نہیں دیتا ،،،،،

جرح و تعدیل میں تعصب کا عمل دخل ،،،

محدثین میں جامعین صحاح یا امام مالک امام احمد بن حنبل اور ان جیسے اکابر محدثین رحمہ اللہ کی دیانت و خلوص میں ان کی وثاقت و عدالت میں کسی طرح کا شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ائمہ رجال کی تفتیش و تمحیص اور دیانتدرانہ تحقیق و تدقیق سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ سب حضرات انسان تھے اور انسان کی فطرت میں بھول چوک بھی ہے اور رعایت و مروت بھی ہے۔ محبت و عداوت بھی ہے اور بہت سی انسانی کمزوریاں بھی ہیں۔ ان محدثین و ائمہ رجال رحمہ اللہ کو تمام انسانی کمزوریوں سے پاک و منزہ سمجھنا غلط ہی نہیں گناہ بھی ہے اور درحقیقت گناہ کبیرہ ہے۔ محدثین میں جو جامعین سنن ہیں یہ اس زمانہ کے لوگ ہیں جب فرقہ بندی مسلمانوں میں پیدا ہو چکی تھی۔ اس لئے فرقہ ورانہ تعصب ان میں نمایاں تھا اکثر محدثین شافعی تھے۔ حنفیوں کے ساتھ ان کا تعصب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ امام بخاری شافعی تھے اس لئے امام ابو حنیفہ کی طرف سے کچھ کچھاؤ رکھتے تھے۔ چنانچہ اپنی کتاب تاریخ صغیر میں ایک روایت لکھ گئے کہ "نعیم بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فزاری نے کہا کہ میں سفیان (ثوری) کے پاس تھا کہ نعمان (امام ابو حنیفہ) کی وفات کی خبر پہنچی۔ تو

سفیان نے کہا الحمد للہ ! اس شخص نے اسلام کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی تھیں۔ اسلام میں اس سے زیادہ منحوس آدمی پیدا نہ ہوا"۔(تاریخ صغیر صفحہ 174 مطبوعہ انوار احمدی الٰہ آباد) حالانکہ نعیم بن حماد کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الضعفاء الصغیر صفحہ 29 میں ضعیف لکھا ہے اور مشہور شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب جلد 10 صفحہ 462 میں اس نعیم بن حماد کو کذاب لکھتے ہیں اور صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں۔ دو دو جگہ صفحہ 462 اور 463 میں کہ کان یضع الحدیث فی تقویۃ السنۃ و حکایات فی ثلب ابی حنیفہ کلھا کذب یعنی " نعیم بن حماد سنت کی تقویت کے لئے حدیثیں گھڑا کرتے تھے اور (امام) ابو حنیفہ کی تنقیض میں حکایتیں گھڑا کرتے تھے اور وہ سب جھوٹی ہوتی تھیں" اور فزاری صاحب جن کا نام مروان بن معاویہ ہے وہ بھی نعیم بن حماد سے کچھ کم نہ تھے مجہول لوگوں سے غلط سلط روایتیں کرتے تھے اور کبھی راویوں کے نام بھی بدل دیتے تھے اس لئے ان کے معروف و مجہول دونوں قسم کے شیوخ مشتبہ ہی حال میں تھے۔ چنانچہ ابن حجر تہذیب التہذیب جلد 1 صفحہ 160 میں لکھتے ہیں کہ یہ ابراہیم بن محمد سے روایت کرتے تھے مگر نام بدل کے یعنی ابراہیم کو عبدالوہاب قرار دے کر۔ مگر جلد 10 صفحہ 98 میں ان کے اوصاف حسنہ کی تصریح کی ہے۔غرض ائمہ حدیث ہوں یا ائمہ ،،،،، رجال کمزوریوں سے وہ بری نہ تھے

اسی طرح یہ کسی کی توثیق کرنے والے اور تضعیف کرنے والے حضرات بھی ٹھیک ہماری طرح کے انسان تھے اور ہر وہ جذبہ ان میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا جو آج کے عام انسان اور خصوصاً علماء میں پایا جاتا ھے کہ اپنے شیخ کی محبت میں اندھے بہرے گونگے ہو جاتے ھیں ، اور کسی کی دشمنی میں بھی حد سے نکل جاتے ھیں ، چنانچہ وہ جس سے محبت کرتے تھے اس کی برائی کو قبول نہیں کرتے تھے اور جس سے کد ، دشمنی ،عداوت یا کینہ رکھتے تھے اس کی اچھائی کو تسلیم نہیں کرتے تھے ،، امام ابوحنیفہ کا واقعہ تو آپ پڑھ چکے کہ امام بخاری جیسے محدث نے بھی ایک ضعیف راوی کی حدیث جانتے بوجھتے صرف اس وجہ سے لے لی کہ وہ ان کے غیبی دشمن کے خلاف تھی جو ان کی حدیثوں کی ترویج کی راہ میں سنت کی سدِ سکندری ،، بنائے بیٹھا تھا اور قبر کے اندر سے بھی مزاحمت جاری رکھے ھوئے تھا

عبدالرزاق ابن ھمام جو تمام محدثین کے شیخ ھیں اور اپنی تصنیف " مصنف عبدالرزاق " کے لکھنے والے بھی ھیں ،، وہ شیعہ ہو گئے تھے ابن معین ان کے شیعہ ہونے کی تصریح بھی کرتے ھیں اور اس سے پوچھا بھی ھے کہ آپ کے سارے شیوخ تو اھل سنت تھے آپ شیعہ کیونکر ھو گئے تو اس نے کہا کہ ابوجعفر میرے پاس آئے تو ان کے تقوے نے مجھے شیعہ کر دیا ،، اب آگے

،، محبت کی کارفرمائی دیکھئے

ابو صالح محمد بن اسماعیل ضراری کا بیان ہے کہ ہم لوگ شہر صنعا میں عبدالرزاق کے پاس تحصیل علم حدیث میں منہمک تھے ہمیں خبر ملی کہ امام احمد اور ابن معین نے عبدالرزاق کی حدیثوں کو شیعہ ہونے کی وجہ سے متروک قرار دے دیا ہے ہمیں اس خبر سے بڑا صدمہ ہوا کہ ساری محنت اکارت گئی پھر ہم حاجیوں کے ہمراہ مکہ آئے وہاں ابن معین سے ملاقات ہوئی ہم نے ان سے دریافت کیا۔ انھوں نے کہا اگر عبدالرزاق مرتد بھی ہوجائیں تو (وہ اتنے ثقہ ہیں کہ) ہم ان کی حدیثوں (کو متروک نہیں قرار دے سکتے۔(میزان الاعتدال تذکرہ عبدالرزاق

آپ نے دیکھا کہ عبدالرزاق اگر مرتد بھی ہو گیا ہوتا تو محبت اتنی گہری ھے کہ تب بھی اس کی بیان کردہ حدیثیں قوی ہی ،، رھتیں کیونکہ ان کی بنیاد شخصی محبت کی قوت ھے

،،، مزید نمونے ملاحظہ فرمائیے

حدیثِ رسول کے ایک قوی راوی ھیں " عثمان بن ابی شیبہ " ان کو عثمان بن محمد بن ابراھیم بن عثمان بن خوستی یا خواستی العبسی ابوالحسن بن ابی شیبہ الکوفی کہا جاتا ھے ، ان کی مسند یعنی ذخیرہ روایات اور تفسیر بہت مشہور ھے - بخاری میں - ان کی 53 روایتیں ھیں اور مسلم میں 135 ھیں

امام محمد بن ادریس ابوحاتم الرازی فرماتے ھیں کہ کسی نے ان کے سامنے امام بخاری کے شیخ محمد بن عبداللہ بن نمیر سے عثمان بن شیبہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ سبحان اللہ مثلہ یسئل عنہ ؟ یعنی سبحان اللہ بھلا اس جیسے آدمی کے بارے میں بھی کسی کی رائے جاننے کی حاجت ھے ؟ ابن ابی حاتم ان کے متعلق اپنے والد سے روایت کرتے ھیں کہ بہت سچے انسان تھے ،، یحی ابن معین کہتے ھیں کہ محمد بن حمید الرازی اور عثمان بن ابی شیبہ دونوں ثقہ ھیں - لوگوں نے پوچھا کہ ان میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ھے ؟ تو فرمایا کہ دونوں ثقہ ھیں ، دونوں امین ھیں ، دونوں مامون ھیں - ایک دوسرے شخص سے کہا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ دونوں ثقہ ھیں ، سچے ھیں اس میں کوئی شک نہیں ،، اب آپ کوئی بھی بری سے بری روایت بھی اس بندے سے مروی ہو چاھے اس کی زد قرآن پہ آتی ہو یا اللہ پر آتی ہو یا رسول اللہ ﷺ پر آتی ہو ، آپ اعتراض کریں گے تو لوگ یہی جگہ نکال کر اس کی مقام بیان کر دیں گے کہ جب اتنے لوگ ان کو ثقہ کہہ رھے ھیں تو ان کی روایت سچی ھے اور تم منکرِ حدیث ہو ،، جبکہ اس بندے کی ساری تصویب و توثیق ذاتی محبت و تعلق پر مبنی ھے

ورنہ یہ ایک دشمنِ دین شخص ھے جس پر باقاعدہ حد جاری ھوتی ھے اگر توبہ نہ کرے ،،، وجہ اگلی سطروں میں پڑھ ،، لیجئے

امام دارقطنی اپنی کتاب تصحیف میں ابوالقاسم بن کاس سے اور وہ ابراھیم انحصاف سے روایت کرتے ھیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تفسیر ھم لوگوں کے سامنے پڑھی تو سورہ یوسف کو پڑھا - فلما جھزھم بجھازھم جعل السفینۃ فی رحلِ اخیہ " پڑھا (جب ان کا سامان تیار کرا دیا تو سفینہ یعنی جہاز اپنے بھائی کے بوریئے میں رکھ دیا) جبکہ اصل آیت میں جعل السقایۃ فی رحلِ اخیہ " ھے یعنی پیالا اپنے بھائی کے بوریئے میں رکھ دیا ،، لوگوں نے کہا کہ قرآن میں تو" جعل السقایۃ " ھے تو عثمان بن ابی شیبہ نے کہا کہ میں اور میرا بھائی یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ عاصم کی قرأت نہیں پڑھتے ،، گویا سوائے عاصم کے باقی سارے جعل ،، السفینۃ پڑھتے ھیں ،،حالانکہ سارے ھی جعل السقایہ ھی پڑھتے ھیں مگر اپنی غلطی ماننے کی بجائے قرآن کو تبدیل کر دیا

اسی کتاب میں امام دارقطنی احمد بن کامل سے اور وہ حسن بن حباب القری سے روایت کرتے ھیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ،،، " الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل کو الف لام میم کیف فعل ربک ،، پڑھا

اسی کتاب میں یہ بھی مروی ھے کہ سورہ البقرہ میں جو آیت " واتَبَعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان ، وحی الٰہی کو چھوڑ کر پیچھے لگ گئے اس چیز یعنی جادو کے جو کہ شیاطین پڑھتے تھے سلیمان کے کی سلطنت کے نام سے ، کو عثمان بن ابی شیبہ حکم کے صیغے " واتَبِعوا ماتتلوا شیاطین علی ملک سلیمان یعنی با کی زبر کو زیر پڑھ کر صیغہ امر میں تبدیل کر دیتا تھا ،، یعنی تم کو چاھئے کہ پیروی کرو اس کی جو شیاطین پڑھتے ھیں سلمان کی حکومت کا نام لے کر ،، گویا کلمہ کفر ھو گیا کہ اللہ ،، خود جادو یعنی کفر کا حکم اور ترغیب دے رھا ھے

اتنا تو ابن حجر العسقلانی نے بھی لکھا ھے کہ اس سے بخاری ، مسلم ابو داود، نسائی ، ابن ماجہ نے روایتیں لی ھیں اور ابن معین نے اس کو ثقہ و امین کہا ھے ، ابو حاتم نے صدوق کہا ھے مگر امام احمد نے اس کی کچھ روایتوں کو منکر قرار دیا ھے اور پھر لکھتے ھیں کہ "کان یصحف القرآن " یہ قرآن کو بدل دیا کرتا تھا ، البتہ عذر یہ پیش کرتے ھیں کہ و قیل کان لایحفظہ ،، کہ چونکہ قرآن اس کو حفظ نہیں تھا اس لئے ایسی غلطیاں کرتا تھا ،، غور نہیں کرتے کہ وہ لغت تبدیل کر رھا ھے کیا اسے اتنا بھی یاد نہیں رھتا تھا کہ جہاز بوریئے میں نہیں آتا اور اللہ کفر کا حکم نہیں دیتا پھر وہ زیر و زبر کے فرق کو بھی نہیں سمجھتا تھا ؟ کیا اس کو عربی بھی نہیں آتی تھی کہ اس کے منہ سے کیا نکل رھا ھے ،، الم ترکیف بھی اس کو یاد نہیں تھی ،،

،،، مگر جناب امام بخاری اس سے 53 حدیثیں لے کر بیٹھے ھوئے ھیں اور امام مسلم 135

امام ذھبی میزان الاعتدال میں لکھتے ھیں کہ کسی محدث سے قرآن بدلنے کے واقعات اس کثرت سے بیان نہیں ھوئے جتنے اس عثمان ابن ابی شیبہ سے روایت ھیں ،، یہ سورہ الحدید کی آیت " فضرب بینھم بسورٍ لہ باب ،، پس ان کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جس میں ایک دروازہ تھا ،، کو فضرب بینھم بسنورً لہ ناب ،،پڑھا کرتا تھا ،کہ ان کے درمیان ایک بلی کھڑی کر دی گئ جس کی ایک دُم تھی ،، اور جب ٹوکا گیا تو بولے کہ ،، ھم حمزہ کی قرأت نہیں پڑھتے ،، گویا باقی سارے بلی اور دم پڑھا کرتے تھے بس حمزہ ھی ایک دیوار جس کا دروازہ پڑھا کرتا تھا ،، جبکہ تمام قراتوں میں اس کو بسور لہ باب ھی پڑھا جاتا ھے ،، دل پہ ھاتھ رکھ کر بتایئے یہ قرآن ،خدا اور دین کے ساتھ ٹھٹھا اور استھزاء نہیں ؟ اور کیا یہ قرآن کا معجزہ نہیں کہ وہ اس قسم کے " ثقہ اور صدوق" راویوں سے بچ کر ھم تک پہنچا ھے ،، کبھی آپ نے غور فرمایا ھے کہ اللہ پاک نے قرآن کو کن سے محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا تھا ؟ عیسائی ،ھندو یہودی سکھ سے نہیں ،، ان جیسے ثقہ راویوں اور علماء سوء سے حفاظت کا ذمہ لیا تھا قرآن جن کی دسترس میں تھا ، اور اللہ نے اس وعدے کو سچ کر دکھایا ،، قرآن کو کبھی بھی عوام سے نہ خطرہ تھا نہ ھے اور نہ ھو گا ،،،

اب غور طلب بات یہ ھے کہ جو شخص قرآن جیسی کتاب کو بدلنے سے نہیں شرماتا جو ساری امت کو یاد ھے اور ھر علاقے میں اس کے حفاظ مل جاتے تھے جو ھر رمضان میں اس کا دورہ بھی کیا کرتے تھے ، وہ بھلا اس حدیث کو کیونکر نہیں پلٹے گا جس کو دنیا پہلی دفعہ اس کے منہ سے سن رھی ھے اور کوئی دوسرا اس کا گواہ بھی نہیں ھے ،، مگر پھر بھی یہ ثقہ اور قابلَ اعتبار ھے کہ اللہ کی حدیث قرآن کو 180 ڈگری پلٹ دیتا ھے مگر رسول ﷺ کی حدیث کو من و عن پہنچاتا ھے ،، جو چاھے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

،،، جاری ھے

در سلسلہ " آج کچھ درد میرے دل میں سوا ھوتا ھے " قسط - 4

طریقۂ واردات: ھم جب برآمدگی کے گواہ کو گواھی پڑھاتے ھیں تو اس کو بڑی اچھی طرح سمجھاتے ھیں کہ اس نے یہ کہنا ھے کہ " جناب اے ایس آئی صاحب نے فائر شدہ کارتوس موقع واردات سے اٹھائے اور ان کو سیل کیا اور محفوظ کر لیا " یعنی آپ نے کارتوس سیل ھونا اپنے بیان میں کہنا ھے تو گواھی کارآمد ھونی ھے ورنہ گواھی مسترد ھو جائے گی ،، اگر گواہ اپنے کرانا بھول جائے تو ،، پھر ھم اس کو جرح کے دوران وھی کہنے کا طریقہ بتاتے ھیں کہ ، جب میں تم سے Seal بیان میں پوچھوں کہ تفتیشی نے تمہارے سامنے کارتوس اٹھائے تھے؟ تو تم نے میرے مینشن کیئے بغیر خود سے کہہ دینا ھے کہ " جی جناب نہ صرف اٹھائے تھے بلکہ میرے سامنے سیل بھی کیئے تھے،، مگر جج بھی وکیل رہ کر آیا ھوتا ھے اسے معلوم ھے کہ اصل بیان ،، الگ چیز ھے اور جرح الگ چیز ھے عدالت فیصلہ گواھی پر کرتی ھے

حدیث بنانے والے جب ادھوری حدیث بنا کر پھنس جاتے ھیں اور اس کے نتیجے میں پیدا ھونے والے سوالوں کے جواب نہیں دے سکتے تھے ، اسی حدیث کو اب کسی اور موضوع کے نام پر دوسری جگہ بیان کرتے ھیں جس مین پچھلی حدیث کے ،،، کرنے کی کوشش کرتے ھیں ، اس طرح ایک ھی بات تین چار حدیثوں میں کچھ سے کچھ ھو جاتی ھے Fill کو Blanks

نیز بعد والے جب ایک ھی موضوع پر 8 ، یا 10 حدیثیں دیکھ لیتے ھیں تو پریشان ھو کر کہتے ھیں کہ واقعہ اتنے طرق سے روایت ھو رھا ھے کہ تواتر کو پہنچ گیا لہذا کچھ ناں کچھ سچائی تو اس میں ضرور ھے یوں کسی بھی جھوٹ کو کچھ ناں کچھ کے نام سے فلوٹ کیا جا سکتا ھے

نبئ کریم ﷺ کی ساری شادیوں کا ایک دردناک بیک گراؤنڈ ھے اور ان میں سے ھر شادی کا ایک قصہ ھے جس مین ایک سلیم الفطرت انسان کا دل پکار پکار کر کہنے لگ جاتا ھے کہ کاش اللہ کے رسول ﷺ مداخلت کر کے اس خاتون سے شادی کر لیں ، اے کاش ،، اور الحمد للہ نبئ کریم ﷺ بالکل ایک سلیم الفطرت انسان کے ضمیر کی آواز کے مطابق عمل کرتے ھین ،، مگر نبئ کریم ﷺ کے وصال سے پہلے اور متصل پہلے مرض الوفات کے دوران ھی دو شادیاں اور ایک طلاق کچھ اس شان سے کرائی گئ ھے کہ سوائے یہ کہنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں رھتا کہ منافقین نبئ کریم ﷺ کی وفات کے بعد وہ وار کرنے میں ،، کامیاب ھو گئے جسے وہ آپ کی زندگی میں ھزار بار کوشش کر کے بھی نہیں کر سکے تھے

میرا خدا گواہ ھے مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نہ کوئی عداوت ھے اور نہ مجھے ان کی نیت پر کوئی شک و شبہ ھے اور نہ میں ان کی مساعی کا منکر ھوں ،، مجھے ان پر ترس آتا ھے کہ کس طرح ایک سیدھے سادے بندے کو نشانہ بنایا گیا ھے،، جب امام بخاری حدیث کے میدان میں تشریف لائے تو میدانِ تزویر سج چکا تھا ،، ثقہ و غیر ثقہ طے ھو چکے تھے اور منافقین کی ٹولی اپنے بندے ٹھیک مورچوں پر بٹھانے میں کامیاب ھو چکی تھے ،، امام بخاری مجبور تھے کہ وہ سابقہ لوگوں کے ثقہ کو ثقہ مانیں ،، امام بخاریؒ نے اصول بنایا تھا کہ جب تک راوی کی اپنے شیخ سے ملاقات ثابت نہ ھو تب تک اس کی روایت نہیں لینی ،، یعنی مرسل روایت نہیں لینی ،مگر محدثین میں اس پر اتفاق ھونے کے باوجود کہ ابن شہاب زھری کی حضرت عروہ ابن زبیرؓ سے ملاقات ثابت نہیں ، وہ ان کی بیسیوں مرسل راویتیں اپنی کتاب میں لینے پر مجبور ھو گئے کیونکہ ،،، زھری کی علمی دھاک مسلم ھو چکی تھی

امام مسلم نے تو اصول ھی یہ بنایا تھا کہ بندہ ھم عصر ھونا چاھئے تو ھم اس کی راویت اس گمان پر لے لیں گے کہ ملاقات

ہوئی ہو گی ،، اس وقت جو 20 کروڑ پاکستانی ہیں جو کہ پرویز مشرف کے ہم عصر ہیں وہ دعوی کر سکتے ہیں کہ ان کی پرویز مشرف سے ملاقات ہوئی تھی اور اس نے یہ یہ راز ان کے سامنے اگلے تھے اور کارگل کی ساری اسٹریٹیجی ان کو کھول کر سمجھائی تھی اور شہید ہونے والے پاکستانیوں کے نام بھی بتائے تھے ،کم ازکم پنڈی اسلام آباد کے لوگ تو 100 فیصد یقین کے ،،،،،،، ساتھ یہ دعوی کر سکتے ہیں کیونکہ وہ ایک ہی شہر میں رہے ہیں

نبئ کریم ﷺ کے وصال سے متصل پہلے نازل ہونے والی سورت توبہ میں منافقین کی چالیں دشمنیاں اور نبئ پاکﷺ کو شہید کرنے کی کوشش ، استھزاء ، نبئ کو صرف " اذن "کہہ کر پکارنا کہ صرف کان ہی کان ہیں ان کے درمیان عقل نام کی چیز نہیں معاذاللہ ثم معاذاللہ ،، مسلمانوں کی غربت کا مذاق اڑانا ،، پھر اچانک نبئ کریم ﷺ کے وسال کے ساتھ ہی منافقین کے تذکرے یوں غائب ھوئے گویا منافقین کو زمین کھا گئ یا آسمان کھا گیا ،، ،، حقیقت یہ ھے کہ یہ منافقین اس قدر ماہر تھے کہ ان کو عام مسلمان تو دور کی بات خود نبئ کریم ﷺ نہیں پہچان سکتے تھے ، اللہ پاک نے بیان کیا ھے کہ مدینے کے اندر اور مدینے کے باھر اعراب نفاق سے بھرے پڑے ھیں " مردوا علی النفاق ، لا تعلمھم ،نحن نعلمھم ،، " یہ لوگ نفاق کے ماہر ہو چکے ھیں آپ بھی ان کو نہیں پہچان سکتے ھم ھی ان کو جانتے ھین " چنانچہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کو کامیابی سے دھوکا دے لیتے تھے وہ اگر امام بخاری کے لئے ایسا دام ھمرنگ زمیں بچھا گئے اور امام بخاری ان سے دھوکا کھا گئے تو اس مین تعجب کی کیا بات ھے ؟ کیا امام بخاری نبئ کریم ﷺ سے زیادہ صاحب بصیرت اور عرب کلچر سے واقف تھے ؟؟ ایک سیدھا سادا دیہاتی پہاڑوں سے اتر کر آتا ھے اور لوگوں کی نمازیں روزے دیکھ کر دھوکہ کھا جاتا ھے تو کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ ان کو تو بنے ،، بنائے تقوے کے بت پکڑائے گئے ھیں کہ فلاں ثقہ ھے اور فلاں امیر المومنین فی الحدیث ھے

خیر نبئ کریم ﷺ کو پتہ تھا کہ آپ ﷺ کی وفات بالکل قریب ھے – جو ھستی میدانِ عرفات میں یہ اعلان کر کے آئی تھی کہ " لوگو میری باتیں غور سے سننا اور میرے عمل کو غور سے دیکھنا ،مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو کہ اس کے بعد میں نے اور تم نے اس میدان میں کبھی نہیں ملنا ، اس کے بعد پورا حج ، رمیء جمار ، طوافِ کعبہ ،صفا اور مروہ سب کچھ اونٹنی پر ھی کیا تا کہ امت ایک دو لوگوں سے نہ سنے سارا مجمع مجھے حج کرتے ھوئے ، حجر اسود کو چوم کر طواف شروع کرتے اور باقی چھ چکروں میں صرف اشارے سے استلام کرتے ھوئے دیکھ لے ،، رسول اللہ ﷺ چاھتے تو 7 کے 7 چکروں میں حجرِ اسود کو چوم سکتے تھے مگر جانتے تھے کہ پھر امت میں 7 چکروں میں حجرِ اسود کو چوم کر طواف کر فرض سمجھ لیا جائے گا اور امت کچل جائے گی ،، جس نبی ﷺ نے بیٹی کو بھی بتا دیا کہ میرے وصال کے بعد سب سے پہلے تم مجھے آکر ملو گی ، جس نبی ﷺ نے ازواج کو بتا دیا کہ تم میں لمبے ھاتھ والی سب سے پہلے آکر مجھے ملے گی ، ازواجؓ ھاتھ ملا ملا کر ناپتی رھیں مگر پتہ چلا لمبے ھاتھ سے مراد زیادہ صدقہ خیرات کرنے والی مراد تھی ،، وہ نبیﷺ جس پر مرض الوفات نے پنجے جما لیئے ھیں اور کندھوں کا سہارا لے کر نماز کے لئے جاتے ھیں ،،یہ انہی کی دو شادیاں اور ایک طلاق ایک ھی دن اور چند گھنٹوں کے اندر ھوتی ھیں ، اور کس طرح ھوتی ھیں ،اللہ کی قسم میرے پاس الفاظ ختم ہو گئے ھیں اس کو بیان کرنے کے لئے ،، اللہ کے بندو ،یہ کیچڑ کس نبی ﷺ پر اچھالا گیا ھے ؟ جس پر زندگی بھر اور پھر پوری دعوت اور نزولِ قرآن کے دوران کافروں کے ھر خسیس حملے کے جواب میں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے کردار پر حرف نہیں آنے دیا ،،کافروں نے استھزاء کیا تو اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے نبی ﷺ تم بھی تمسخر اڑا لو ،، فرمایا " ویسخرون من الذین آمنوا ،،سخرا للہ منھم ،، اللہ ان سے تمسخر کرتا ھے (رسول ﷺ نہیں) یخادعون اللہ والذین آمنوا ،، یہ اللہ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ھیں تو جواب میں فرمایا " اللہ خادعھم " اللہ ان کو دھوکا دیتا ھے (رسول ان کو دھوکا نہیں دیتا) تباً لک جب کہا ابولھب نے تو اللہ نے فرمایا تبت یدا ابی

لھبٍ و تب ،، ٹوٹیں ھاتھ ابولہب کے اور ٹوٹ گئے ،،میرے نبی ﷺ کے کیوں ٹوٹیں ،، یہ نہیں کہا کہ اے نبی ﷺ آپ بھی گالی دے لو ،، آپ بھی بدعا دے لو ،، آپ بھی ان کو دم کٹا اور بے نسل کہہ لے ،،خود فرمایا " ان شانئک ھو الابتر" آپ دشمن ھی دم کٹا اور بے نسل ھے کہ اس کا نام لیوا کوئی نہیں ھو گا ، پورے قرآن میں دیکھ لو اللہ پاک نبی پاک ﷺ کے اخلاق کی قسمیں کھاتا ھے ، گالی کا جواب خود دیتا ھے ، بد دعا کا جواب خود دیتا ھے ،، مگر نبی ﷺ کے دامن پر گالی اور بد دعا کا دھبہ نہیں لگنے دیتا کیونکہ یہ کردار ،یہ سیرت ،یہ ھستی قیامت تک اس انسانیت پر اللہ کی حجت اور دعوت و تبلیغ کا محور ھے ،،،

حضرت عیسی علیہ السلام نے چور کو رنگے ھاتھوں پکڑ لیا ،، اس نے اللہ کی قسم کھا لی ،، آپ نے فرمایا میں ایمان لایا اپنے اللہ پر اور جھٹلاتا ھوں اپنی آنکھوں کو ،،، اللہ کا نام سامنے آ جانے پر یہ نہیں کہا کہ اللہ کو رھنے دو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ھے ،، اللہ کے بندو حضرت عیسی علیہ السلام اپنی آنکھوں کو جھٹلا دیتے ھیں ، یہ کیسا ایمان بالرسالت ھے کہ ھر عیب تمہارے میں سے برآمد کیا جا رھا ھے اور آپ آمنا و صدقنا کہتے چلے جا رھے ھیں اس لئے کہ راوی طاقتور ھیں ،راوی قابلِ بھروسہ ھیں،، میرے لئے میرے نبی ﷺ اور نبی ﷺ کے کردار وسیرت پر میرا ایمان خدا کے بعد سب زیادہ بھروسے کی چیز ھے ،،میں اپنے سے زیادہ کسی ثقاوت کا پابند نہیں ،، رہ گئے راوی تو ان کی تفصیل بھی آنے کو ھے کہ کس طرح خاندان اور نسل تک تبدیل کی گئ علاقہ اور رھائش تک جعلی بنا کر ثقہ ترین راوی تیار کیا گیا جس نے اسلام کو ویسا ھی نقصان پہنچایا جیسا سینٹ پال نے عیسائیت کو پہنچایا تھا ،

ذرا یہ بیان پڑھئے ،،،

ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا ، فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِي أُجُمِ) بَنِي سَاعِدَةَ ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتَّى جَاءَهَا ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا ، فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا ، فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ : أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ. فَقَالَ : قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي . فَقَالُوا لَهَا : أَتَدْرِينَ مَنْ هَذَا ؟ قَالَتْ : لاَ . قَالُوا هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم جَاءَ لِيَخْطُبَكِ . قَالَتْ : كُنْتُ أَنَا أَشْقَى مِنْ ذَلِكَ . فَأَقْبَلَ النَّبِي صلى الله عليه وسلم يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ، ثُمَّ قَالَ : اسْقِنَا يَا سَهْلُ . فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهَذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ ، فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ . قَالَ : ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذَلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ (

یہ بخاری شریف کی حدیث ھے جو کتاب الاشربہ میں درج ھے کہ جس میں پانی پینے اور پیالے کا ذکر ھے ،،

نبئ کریم ﷺ کی مجلس میں نبئ کریم ﷺ سے عرب کی ایک عورت (کے حسن و جمال) کا ذکر کیا گیا ، تو آپ نے ابا اسید الساعدی کو حکم دیا کہ اس کو لانے کے لئے بندہ بھیجو ،،، تو انہوں نے بندہ بھیج دیا ،، تو وہ عورت آگئ اور بنی ساعدہ کے قلعوں میں اتاری گئ – چنانچہ نبی کریم ﷺ اس سے ملاقات کے لئے نکلے یہانتک کہ اس کے پاس آئے اور اس والے کمرے میں داخل ھو گئے ، دیکھا کہ ایک عورت سر نیچے کیئے بیٹھی ھے ، جب نبئ کریم ﷺ نے اس سے بات شروع کی تو اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاھتی ھوں آپ سے – اس پر آپ نے فرمایا کہ تمہیں مجھ سے اللہ کی پناہ مل گئ اور وھاں سے نکل آئے ،جب حضور ﷺ نکل آئے تو لوگوں نے اس کو بولا کہ تمہیں پتہ ھے یہ کون تھے ؟ یہ رسول اللہ تھے جو تم سے شادی کرنے آئے تھے ،، اس نے کہا کہ میں اس معاملے میں بدبخت ھی ھوں ، اس کے بعد آپ آکر ساتھیوں سمیت سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف فرما ھوئے اور فرمایا کہ اے سھل مجھے کچھ پینے کو دو تو میں ان کے لئے یہ پیالہ نکال کر لایا ،جس میں آپ ﷺ کو پانی پلایا ،سھل نے وہ پیالا نکال کر دکھایا تو ھم سب نے اس میں پانی پیا ،پھر عمر بن عبدالعزیز نے آپ ﷺ سے وہ پیالہ مانگ

،، لیا اور آپ نے اس کو ھبہ کر دیا

1- سب سے پہلے اس بات کا تصور کریں کہ نبئ کریم ﷺ کی مجلس میں لوگوں کی بہو بیٹیوں کے حسن کے چرچے ھوتے ھونگے ؟

2- پھر یہ چرچا سنتے ھی نبئ کریم ﷺ بندے کی ڈیوٹی لگاتے ھیں کہ منگوا لو اسے ،،، ؟ کہیں نکاح کا ذکر ھے ؟ کہیں اس کے ولی سے بات چلانے کا ذکر ھے ؟ اس کو تو یہ تک پتہ نہیں کہ اس کے حجلہ عروسی میں آیا کون ھے ،، ؟ نکاح تو ابھی ھونا تھا ابھی تو وہ صرف منگوائی گئ ھے ،، کمرے میں جا کر نکاح کی شرائط طے ھوتی ھیں ،، اسی واقعے کی اب مزید تفصیلات دیکھئے ،،

3- (خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَتَّى انْطَلَقْنَا إِلَى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ ، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى حَائِطَيْنِ ، فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم : اجْلِسُوا هَا هُنَا . وَدَخَلَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ ، فَأُنْزِلَتْ فِي بَيْتٍ فِي نَخْلٍ فِي بَيْتٍ أُمَيْمَةُ بِنْتُ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيلَ ، وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : هَبِي نَفْسَكِ لِي .
4- قَالَتْ : وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ . قَالَ : فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ . فَقَالَتْ : أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ . فَقَالَ : قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا ، فَقَالَ : يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا)

یہ بھی بخاری کی روایت ھے کہ ھم نبئ کریم ﷺ کے ساتھ نکلے یہانتک کہ ایک حویلی کے پاس رکے جسے الشوط کہتے تھے جب ھم دو دیواروں کے بیچ پہنچے تو رسول اللہﷺ سمیت سب ان کے درمیان بیٹھ گئے ، پھر رسول اللہ ﷺ نے کہا تم لوگ یہاں بیٹھو اور جونیہ کے یہاں داخل ھو گئے ، وہ امیمہ بنت النعمان بن شراحیل کے باغ میں اتاری گئ تھی اس کے ساتھ اس کی دایہ تھی (واضح رھے کہ اس حدیث میں جونیہ عورت الگ ھے مدینے کے باھر سے بلائی گئ ھے اور امیمہ بنت شراحیل کے گھر اس کی بارات اتاری گئ ھے ،جس میں ابھی اس کا نکاح بھی نہیں ھوا ،مگر تھوڑی دیر بعد آپ دیکھیں گے کہ یہ جونیہ شونیہ کوئی نہیں تھی اسی امیمہ بنت شراحیل کو ھی دلہن ثابت کیا جائے گا ،لہذا وہ قصہ کہ عرب کی کسی عورت کے حسن و جمال کا چرچا ھوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لانے کے لئے بندہ بھیجو خود بخود ایک جھوٹ ثابت ھو گا)
جب نبئ کریم ﷺ اس کے حجرے میں داخل ھوئے تو کہا کہ اپنا آپ مجھے ھبہ کرو دو ،، اس نے کہا بھلا کوئی ملکہ کسی عام آدمی " السوقہ "کو اپنا آپ ھبہ کرتی ھے ؟ پس آپ ﷺ نے اس کی وحشت دور کرنے کے لئے ھاتھ اس پر رکھا ھی تھا کہ اس نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاھتی ھوں ، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کی پناہ لے لی ھے جس کی پناہ دی جاتی ھے ، پھر ھماری طرف نکلے اور کہا کہ اے ابا اسیدؓ اس کو جوڑا کپڑوں کا دے کر اس کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آؤ،،
،، اتنا اھم قصہ ھو اور فاروقیؓ اور صدیقیؓ خاندان منافقوں کے وار سے بچ جائے
کہا گیا کہ جناب اس بیچاری کو تو حفصہؓ اور عائشہؓ نے پٹی پڑھائی تھی اور غلط راہ پر لگایا تھا ، ان دونوں میں سے ایک اس کو مہندی لگا رھی تھی اور دوسری اس کے بال بنا رھی تھی اور اس کو کہہ رھی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسی عورت کو بالکل پسند نہیں کرتے جو فوراً اپنا آپ سونپ دے، بلکہ نخرے کرنے والی کو پسند کرتے ھیں لہذا جب وہ تمہارے پاس آئیں تو کہنا اعوذ باللہ منک ،،، یہ جملہ رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند ھے ،لہذا وہ بیچاری ان دونوں کے بہکاوے میں آ گئ اور کہہ بیٹھی ،بعد میں جب رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا کہ اس عورت نے آپ کی بے عزتی حفصہؓ اور عائشہؓ کے پٹی پڑھانے کی وجہ سے کی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ " یہ دونوں یوسف والی عورتیں ھیں "کونسی ذرا قرآن سے پوچھ لیجئے "

فلما سمعت بمکرھن " جب زلیخا نے ان کے مکر کے بارے میں سنا ،، یوسف بادشاہ کو کہتے ھیں " ان ربی بکیدھن علیم " میرا رب ان کی چال سے بخوبی واقف ھے ،،، اس کا نام ھے تبرہ ،، اے ایمان والو ،، جنید جمشید کے ایک جملے پر توھین کے فتوے دینے والو تمہاری کتابوں میں ازواج النبیﷺ ، ابوبکرؓ و عمرؓ کی بیٹیوں اور امت کی ماؤں کو مکار اور چالباز کہا جا رہا (اور کیسی سیاسی تلمیح کے ساتھ کہ تمہیں ذرا بھی کڑوا نہیں لگا " انھن صواحب یوسف

ابھی آگے مزید بہت کچھ باقی ھے مگر جو باقی ھے وہ اسی واقعے کے بطن سے نکلا ھے جب اس کی ماں ھی ثابت نہیں ھو ،، گی تو بیٹی کا وجود خود بخود ھوا ھو جائے گا

،، پہلے جو عبارت امہات المومنینؓ کے بارے میں لکھی ھے اس کا عربی متن ملاحظہ فرما لیجئے

رواها ابن سعد أيضا في "الطبقات" (8م 145) قال : أخبرنا هشام بن محمد بن السائب ، عن أبيه ، عن أبي صالح ، عن بن عباس قال : (تزوج رسول الله صلى الله عليه وسلم أسماء بنت النعمان ، وكانت من أجمل أهل زمانها وأشبهم ، قال فلما جعل رسول الله يتزوج الغرائب قالت عائشة : قد وضع يده في الغرائب يوشكن أن يصرفن وجهه عنا . وكان خطبها حين وفدت كندة عليه إلى أبيها ، فلما رآها نساء النبي صلى الله عليه وسلم حسدنها ، فقلن لها : إن أردت أن تحظي عنده فتعوذي بالله منه إذا دخل عليك . فلما (دخل وألقى الستر مد يده إليها ، فقالت : أعوذ بالله منك . فقال: أمن عائذ الله ! الحقي بأهلك

وروى أيضا قال : أخبرنا هشام بن محمد ، حدثني ابن الغسيل ، عن حمزة بن أبي أسيد الساعدي ، عن أبيه - وكان بدريا – قال : (تزوج رسول الله أسماء بنت النعمان الجونية ، فأرسلني فجئت بها ، فقالت حفصة لعائشة أو عائشة لحفصة : اخضبيها أنت وأنا أمشطها ، ففعلن ، ثم قالت لها إحداهما : إن النبي، صلى الله عليه وسلم يعجبه من المرأة إذا دخلت عليه أن تقول أعوذ بالله منك . فلما دخلت عليه وأغلق الباب وأرخى الستر مد يده إليها فقالت : أعوذ بالله منك . فتال بكمه على وجهه فاستتر به وقال : عذت معاذا ، ثلاث مرات . قال أبو أسيد ثم خرج علي فقال : يا أبا أسيد ألحقها بأهلها ومتعها برازقيتين ، يعني كرباستين ، فكانت تقول (: دعوني الشقية

يرويها ابن سعد في الطبقات (8/144) بسنده عن سعيد بن عبد الرحمن بن أبزى قال: (الجونية استعاذت من رسول الله صلى الله عليه وسلم وقيل لها : هو أحظى لك عنده . ولم تستعذ منه امرأة غيرها ، وإنما خدعت لما رؤي من جمالها وهيئتها ، ولقد ذكر لرسول .(الله من حملها على ما قالت لرسول الله ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إنهن صواحب يوسف

یہ عورت کون تھی ، اس کے بارے میں سات اقوال ھیں اور زیادہ تر کے نزدیک یہ امیمہ بنت شرحبیل خود تھی جس کے باغ میں اس نام نہاد بادشاہ کی بیٹی کو اتارا گیا تھا جس کے جمال کے قصے نے نبئ کریم ﷺ کو اسے بلانے پر آمادہ کیا تھا ،،نہ کوئی ایسی عورت تھی نہ کوئی قصہ مجلس میں بیان ھوا ، نہ وہ لائی گئ اور نہ نبئ کریم ﷺ اس کے پاس گئے اور نہ اس نے وہ توھین آمیز جملہ کہا کہ "کوئی ملکہ کسی بازاری یا " لے مین " یا عام آدمی کو اپنا آپ کیونکر سونپ سکتی ھے ،، جب امیمہ خود مدینے کی تھی تو رسول اللہ ﷺ سارے مدینے کو جانتے تھے،، عرب کی ایک عورت کا ذکر ھوا والی بات سب جھوٹ ثابت ھو گئ ، اور امیمہ والی بات بھی جھوٹ ثابت ھو گئ کیونکہ وھی میزبان اور وھی دلہن ،، ؟ الجبرے کے کراس نے آمنے سامنے کے دونوں واقعات کو جھوٹ ثابت کر دیا ،، امام بخاری اس کو لائے تھے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ طلاق آمنے سامنے بھی دی جا سکتی ھے اور دو کپڑوں میں عورت کو رخصت بھی کیا جا سکتا ھے،مگر جب وہ نکاح ھی جونیہ سے ثابت نہیں ھوا ، تو طلاق کیسے ثابت ھو گئ ؟ وہ کیسا بادشاہ تھا جس نے بیٹی کو یہ بتائے بغیر اونٹ پر لاد کر بھیج دیا کہ اس کا نکاح کس کے ساتھ ھو رہا ھے ، اور بیٹی سے جو حشر منافقین نے رسول اللہ ﷺ کا کروایا اور ھم جس کا ھر سال دورہ کرتے ھیں وہ

سب کے سامنے ھے ؟

اختلف العلماء في اسم هذه المرأة على أقوال سبعة ، ولكن الراجح منها عند أكثرهم هو : " أميمة بنت النعمان بن شراحيل المدنيه"كما تصرح رواية حديث أبي أسيد . وقيل اسمها أسماء

اگلی حدیث کے مطابق نبئ کریم ﷺ جب اس جونیہ عورت کے پاس سے نکلے تو بڑے غصے اور افسوس کی کیفیت میں تھے کہ باھر ایک اور صاحب سے ٹکراؤ ھوا جس نے کہا کہ آپ غمگین نہ ھوں میرے پاس اسے سے زیادہ صاحب نسب و جمال عورت ھے ، حضورﷺ نے پوچھا کہ وہ کون ھے ؟ اس نے کہا کہ میری بہن ھے ،، آپﷺ نے فرمایا کہ " میں نے اس سے نکاح کیا " اشعث اپنی بہن کو لانے یمن چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ کا مرض زور کر گیا ، اور آپ کی رحلت ھو گئ ،، اشعث اور اس کی بہن ابھی رستے میں ھی تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کی خبر ان کو ملی جس پر بہن اور بھائی دنوں مرتد ھو کر واپس چلے گئے، یوں ایک ام المومنین قتیلہ رخصتی سے پہلے مرتد ھو گئ ، جب میں جب فتنہ ارتداد ٹھنڈا ھوا تو اس نے ایک اور شخص سے شادی کر لی ، جبکہ دوسری روایت میں عکرمہؓ بن ابی جھل سے شادی کر لی ،جس پر ابوبکر صدیقؓ نے عکرمہ کو حد لگانے کی فیصلہ کر لیا کیونکہ ام المومنین سے شادی کبیرہ گناہ اور ماں سے شادی کے مترادف تھا مگر عمرؓ نے سمجھایا کہ نہ تو اس کی رخصتی عمل میں آئی تھی اور نہ اس کو پردہ کرایا گیا تھا لہذا ام المومنین والی حرمت اس پر لاگو نہیں ھوتی ،، مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ پہلا واقعہ بھی سرے سے جھوٹ کا پلندہ اور نبئ کریمﷺ کے کردار پر منافقین کا کڑا وار ھے اور دوسرا خود بخود جھوٹ ثابت ھو جاتا ھے کیونکہ جب امیمہ مدینے کی ھی ھے تو وہ حضور ﷺ سے واقف کیوں نہیں تھی ؟ پوری اسٹوری کا اضطراب ،اور چکر در چکر بتاتا ھے کہ راویوں سے بات سنبھالی نہیں جا رھی ، لہذا اس کا بہتر علاج ان دو شادیوں کا اعتراف نہیں بلکہ درود شریف ھے ، ان اللہ ملائکتہ یصلون علی النبی ، یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً ، حضرت زینب بنت جحشؓ والے اسیکنڈل کے بعد یہی حکم اللہ نے دیا تھا کہ جب بھی اس قسم کا کوئی واقعہ سنو تو میرے نبی ﷺ پر درود پڑھا کرو اور اپنا آپ مکمل طور پر ان کو سونپ دو کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے ھر وقت اس نبئ کی تعریفیں کرتے رھتے ھیں ،،

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں

جب اسماء بنت نعمان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی پناہ مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے باہر آگئے تب اشعث بن قیس نے کہا کہ آپ غمگین نہ ہوں میں آپ کا نکاح اس سے نہ کردوں جو اس سے حسب نسب میں کم نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کون اس نے کہا میری بہن قتیلہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نکاح کرلیا۔ پھر اشعث یمن اسے لینے گئے اور یمن سے آگے بڑہے تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی تو یہ دونوں بہن بہائی مرتد ہوگئے۔ پھر قتیلہ نے اور نکاح کرلیا کیوں کہ مرتد ہونے کے ساتھ اس کا نکاح ٹوٹ گیا تھا اور پھر عکرمہ بن ابی جھل نے ان سے نکاح کیا۔

آگے لکہتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو قبیلہ کندہ کی ایک عورت قتیلہ کے مالک ہوئے تھے لیکن وہ اپنی قوم کے ساتھ مرتد ہوگئی تھی پھر بعد میں اس سے عکرمہ نے نکاح کرلیا یہ بات حضرت صدیق رضہ کو گراں گزری لیکن حضرت عمر رضہ نے انہیں کہا کہ یہ عورت امہات میں سے نہیں ہے نہ آپ نے اس کو اختیار دیا نہ ہی اس کو پردہ کرایا اور اللہ تعالی نے آپ کو اس سے بری کردیا ہے کیوں کہ وہ مرتد ہوگئی ہے اپنی قوم کے ساتھ